مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

مولانا لال حسین اختر فرماتے ہیں

کہ میں نے حضرت مولانا شاہ عبد القادر

رائپوریؒ سے کوئی وظیفہ پوچھا، فرمایا

ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرتے رہو یہی وظیفہ

ہے کچھ عرصہ کے بعد مولانا نے پھر عرض کیا تو

پھر یہی فرمایا ختم نبوت کی حفاظت سب سے

بڑا وظیفہ ہے۔

سید امین گیلانی کے مطبوعہ مضمون

سے ایک اقتباس

واللہ غالب علی امرہ

شمارہ نمبر ۴۴

۵ تا ۱۱ شعبان ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۶ اپریل تا ۲ مئی ۱۹۸۵ء

جلد نمبر ۳

خصائل نبوی ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

حدثنا القاسم بن دینار الکوفی حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ وطلق بن غنام عن شیبان عن عاصم عن زر بن حبیش عن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من غرۃ کل شہر ثلثۃ ایام وقل ما کان یفطر یوم الجمعۃ۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ کے شروع میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔

فائدہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کی ترغیب مختلف احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہونے کی وجہ سے تین روزوں کا ثواب ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہوجاتا ہے۔ اور اس حیثیت سے یہ شخص گویا عمر بھر روزہ دار رہنے کے حکم میں ہوگا۔ ان تین دن کی تعیین میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ لیکن کوئی مخالفت نہیں کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہینہ کے شروع ہی میں تین روزے رکھ لیتے تھے۔ کبھی کبھی ہر پیر جمعرات کو کبھی تیرہ چودہ پندرہ کو ایسے ہی اور مختلف اوقات میں بھی اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ احادیث میں وارد ہے کہ متعین ایام نہ تھے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام بیض کے روزے کبھی سفر یا حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے۔ دوسرا مضمون حدیث بالا میں جمعہ کے روزہ کے متعلق ہے اس حدیث سے جمعہ کے دن روزہ کا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دوسری روایات میں روزہ کے لیے جمعہ کی تخصیص کی ممانعت آئی ہے اسی وجہ سے بعض علماء حدیث بالا کی وجہ سے اس کے استحباب کے قائل ہوئے ہیں۔ اور بعض علماء ممانعت کی وجہ سے جمعہ کی تخصیص کو مکروہ بتاتے ہیں خود حنفیہ کے ہاں بھی دونوں قول ہیں۔

بقیہ: گلدستہ

آگاہ ہوجائیے! کہ اللہ والوں سے لینے کی چیز صرف نسبت مع اللہ ہے اور طمانیت کی دولت ہے اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو نوازنا چاہتا ہے تو اپنے کسی محبوب بندے کے دل میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں، مگر بغیر کسی ولی کے چاہنے سے کوئی مرید یا طالب مقام قرب کو نہیں پہنچ سکتا۔ طالب کو شیخ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور اپنی مرضی کو شیخ کی مرضی کے تابع بنانا ہوگا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ شیخ کی مرضی پر چلتے چلتے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضیات پر چلنا آسان ہوجاتا ہے کیونکہ شیخ بشکل انسان ہوتا ہے اور ایک انسان دوسرے انسان سے باسانی اچھی یا بری عادت حاصل کر لیتا ہے۔ ان اہل اللہ کے وجود کو غنیمت سمجھو اور ان کی صحبت کو کیمیا سمجھو اور ان کی صحبت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ، اہل جاہ و مال کے پاس سب کچھ ہو مگر یقین و طمانیت نہیں ہوتی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۴۴

فہرست

۱۔ خصائل نبوی حضرت شیخ الحدیثؒ	۲
۲۔ گلدستہ سید حسین صاحب مدظلہٗ	۴
۳۔ ابتدائیہ	۵
۴۔ اسلام کے باغیوں کی سرگرمیوں کی حمایت کیوں؟ جناب محمد یونس انور	۸
۵۔ دورہ افریقہ م۔ا۔ الحسینی	۱۳
۶۔ کاروان ختم نبوت	۱۶
۷۔ سانگھڑ کے طلبہ کی فریاد	۲۰
۸۔ آپ کے مسائل مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۲۱

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ — ۷۰ روپے
ششماہی — ۴۰ روپے
سہ ماہی — ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
امجد محمود

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A سائرہ مینشن
ایم۔اے جناح روڈ۔ کراچی۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۲۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

ملفوظات

حضرت اقدس سید حسین صاحب مدظلہ علی گڑھ
خلیفہ مجاز مولانا مسیح اللہ صاحب

گلدستہ معرفت

مشائخ اہل اللہ

فرمایا کہ جن مشائخ سے اللہ تعالیٰ کو کام لینا ہوتا ہے ان کے لیے غیب سے مثالوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور عنوانات مؤثرہ مہیا فرمائے جاتے ہیں، اور حالات زمانہ پر ان کو بصیرت ہوتی ہے اور کوائف و احوالِ قلوب پر ان کو بقدر ضرورت مطلع رکھتے ہیں تاکہ " لَا یَخْدَعُ وَلَا یُخْدَعُ " کا مصداق بنا رہے۔ جب تک حق تعالیٰ کو ان سے کام لینا ہوتا ہے یہ تائیدات غیبیہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور یقینیات کی منزل منجانب غیب ان کو عبور کرا دیتے ہیں، کیونکہ یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہوتے ہیں اور بارگاہ نبوت سے ان کو نور ہدایت یومیہ عطا ہوتا ہے۔ ان کے شبانہ روز کے حالات سے اہل بصیرت کو مشاہدہ ہوتا ان کی زبان خدا کے فیوض کی ترجمان ہوتی ہے اپنے سے وہ کچھ نہیں کہتے جو کچھ وہ کہلاتے ہیں وہی کہتے ہیں اور جو کچھ وہ سناتے ہیں وہی سنتے ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے بولتے ہیں جب اشارہ ہوتا ہے خاموش ہوجاتے ہیں ان کا بولنا بھی عبادت اور ان کی خاموشی بھی ہدایت ہوتی ہے۔ غرض اس نور و یقین کے ساتھ ان کو چلایا جاتا ہے۔ اب جس گاڑی کو خود حق تعالیٰ چلائیں اسے کون روک کر سکتا ہے۔ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحق یعلو ولا یعلی جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

طمانیت قلب

فرمایا کہ طمانیت قلب بڑی دولت ہے۔ اس سے دل میں نورانیت بھی رہتی ہے اور انشراح بھی رہتا ہے، چہرے پر آثار بشاشت نمایاں ہوتے ہیں۔ کیونکہ دل شہنشاہ جسم ہے جب بادشاہ خوش تو ساری رعیت میں فارغ البالی ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ طمانیت قلب آتے کہاں سے؟ سوال بہت اہم ہے اور پیدا بھی ہونا چاہیے۔

تو سنیے! یہ پیدا ہوتی ہے اہل اللہ کی صحبت سے اور ان کی صحبت جڑ اور اساس ہے قلب میں طمانیت کے آمد و بقا و نمو کی، آتی بھی ہے باقی بھی رہتی ہے اور ترقی بھی کرتی ہے۔ جب ان کے پاس مسلسل نشست و برخاست ہوتی رہے گی تو یہ ان کی صحبت کی برکات ہیں سے ہے کہ ذکر اللہ بھی ہوگا، تلاوت بھی ہوگی اور جملہ اوامر شرعیہ کی پابندی بھی ہوگی۔ اور معاصی سے اجتناب بھی ہوگا۔ اور اسی سے دین میں استقامت اور رسوخ بھی پیدا ہوگا۔ اور جب تک صحبت اہل اللہ اختیار نہ کی جائے گی۔ ان میں سے ایک چیز بھی پیدا نہ ہوگی۔ یوں دین کی صورت بھی بنالو اور سب باتیں ظاہری درست بھی کرلو لیکن حقیقت کا پتہ نہ لگے گا۔ حقیقت دل میں پیدا ہی ہوتی ہے اہل حقیقت کے فیض صحبت سے، انھیں کے یہاں حق و حقیقت کا پتہ لگتا ہے۔ ورنہ نہیں

باقی ص۲۳ پر

ادارتیہ

مرزائیوں کی فرضی مظلومیت کا راگ

اخباری اطلاع کے مطابق قادیانیوں نے لندن کے قریب ٹلفورڈ کے مقام پر ۲۵ ایکڑ زمین خرید کر اس کا نام "اسلام آباد" رکھا ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے وہاں قادیانیوں کے جلسہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور یہ صورت حال افسوسناک ہے۔ مرزا طاہر احمد نے اپنے پانچ گھنٹے کے مسلسل خطاب میں دھمکی دی کہ اگر پاکستان میں قادیانی جماعت پر ظلم وستم بند نہ ہوا تو وہاں بھی افغانستان جیسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مرزا طاہر نے مسلمانوں کو چیلنج کیا کہ اگر وہ حضرت عیسٰی کو دوبارہ زندہ کر دیں تو وہ اور ان کی جماعت، حضرت عیسٰی سے بیعت کر لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہوا بھی تو قادیانی جماعت کے مخالفین اپنی روایت کے تحت حضرت عیسٰی کی بھی مخالفت کریں گے۔ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت مودودیت پر خصوصی نوازشات کر رہی ہے۔ (اخبار جنگ کراچی ۹ ، اپریل ۱۹۸۵ء)

اخباری نمائندوں نے مرزا طاہر احمد کی پانچ گھنٹہ کی تقریر کا جو خلاصہ پیش کیا ہے اس میں قادیانیت کی روح نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

اول، مسلمانوں کی دل آزاری کے لیے پاکستان کے دار الحکومت "اسلام آباد" کے مقابلہ میں "قادیانی اسلام آباد" بسانے کا منصوبہ۔ قادیانی اگر چاہتے تو اپنے مذہبی دارالحکومت کا کوئی اور نام بھی رکھ سکتے تھے۔ لیکن روز اول سے ان کی تکنیک یہ رہی ہے کہ ہر چیز میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔ مثلاً۔

۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ کی حیثیت سے کھڑا کیا گیا اور مسلمانوں کے جگر چھلنی کرنے کے لیے اس قادیانی محمد رسول اللہ کو رحمۃ للعالمین، فخر اولین، و آخرین، افضل الرسل، صاحب کوثر، صاحب معراج، صاحب لولاک وغیرہ کے القاب دیے گئے۔ اور دعوی کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا عہد کیا گیا۔

۲۔ امہات المومنین کے مقابلے میں مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المؤمنین کا خطاب دیا گیا۔

۳۔ خلفائے راشدین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے جانشینوں کو "خلیفہ" اور "امیر المومنین" کے خطاب سے نوازا گیا۔

۴۔ مکہ اور مدینہ کے مقابلہ میں "قادیان کو حرم" اور "دار الامان" کہا گیا۔

۵۔ شریعت محمدیہ کے مقابلہ میں مرزا کی وحی اور تجدید کردہ شریعت کو مدار نجات قرار دیا گیا۔

۶ــ "رسولِ مدنی" کے مقابلہ میں "رسولِ قدنی" کی اصطلاح جاری کی گئی۔

۷ــ گنبدِ خضریٰ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی قبر کو گنبدِ بیضاء کا نام دیا گیا۔

۸ــ حد یہ ہے کہ اسلامی مہینوں کے مقابلہ میں نئے قادیانی مہینے رائج کئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

البتہ اب تک مسلمانوں کے "اسلام آباد" کے مقابلے میں قادیانی "اسلام آباد" کی کسر باقی تھی اس لئے قادیانیوں نے اپنے سفید آقاؤں کی آغوش میں بیٹھ کر یہ کسر بھی نکال لی۔ اس سے ہماری حکومت اور پاکستانی عوام کو کم از کم علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے اس قول کا یقین ضرور آجائے گا کہ:

"قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں"

اپنی فرضی مظلومیت کا جھوٹا پروپیگنڈا کرنا بھی قادیانیوں کی خاص عادت ہے جو لوگ قادیان میں ایک فرضی "محمد رسول اللہ" کھڑا کرنے سے نہیں شرماتے ان کو خلاف واقعہ غلط پروپیگنڈا کرنے سے کیا عار ہو سکتی ہے قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا طاہر جب سے ملک سے فرار ہوا ہے وہ مسلسل پاکستان کے خلاف زہر اگلنے میں مصروف ہے۔ اس کی تقریروں کی کیسٹیں پاکستان میں درآمد کی جاتی ہیں اور قادیانی حلقوں میں کھلے بندوں تقسیم ہوتی ہیں۔ یہ کیسٹیں صدر مملکت اور اعلیٰ حکام تک پہنچائی جا چکی ہیں، اور اخبارات میں بھی چھپ چکی ہیں۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے حکومت کی طرف سے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا اور نہ پاکستان کے خلاف نفرت و بغاوت پھیلانے کے جرم میں کسی قادیانی سے باز پرس کی گئی ہے بلکہ اس کے برعکس قادیانی اونچے اونچے مناصب پر بدستور براجمان ہیں وہ اپنے ماتحت مسلمانوں کو اپنا لٹریچر تقسیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ جہاں کوئی بڑا افسر قادیانی ہے وہ اپنے ہم مذہب افراد کے ساتھ ترجیحی سلوک کرتا ہے، مسلمان ان کے ہاتھوں حیران و پریشان ہیں۔ پاکستان کے سائنسی مرکز میں، جو پاکستان کے لیے شہ رگ، کی حیثیت رکھتا ہے۔ قادیانیوں کی کھیپ کی کھیپ موجود ہے۔ پورے ملک کی ملازمتوں کا اگر سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قادیانی ہر جگہ موٹے موٹے عہدوں پر مسلط ہیں اور اپنے کوٹے سے سو گنا زیادہ حصے پر قابض ہیں۔

یہ ہے قادیانیوں کی وہ مظلومیت جس کا ڈھنڈورا مرزا طاہر احمد بیرون ملک ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے۔

مرزا طاہر کی یہ دھمکی کہ پاکستان میں افغانستان جیسے حالات پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ صریح طور پر پاکستان کے خلاف اعلان بغاوت ہے اور اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا طاہر پاکستان کے خلاف، ملحد اور لادین، طاقتوں سے گٹھ جوڑ کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ملحد اور کمیونسٹ قسم کے لوگ مرزائیوں کی حمایت میں بیانات جاری کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر:

یعنی "اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض و نفرت کا اظہار وہ اپنے منہ سے کرنے لگے ہیں، اور ان کے سینوں میں غیظ و غضب کی جو بھٹی سلگ رہی ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے" — یہ قادیانیوں کی اندرونی کیفیت کا مکمل نقشہ ہے، وہ (خاک بدہن) اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیانیوں کا یہ خواب انشاء اللہ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا — لیکن ہم حکومت سے اور پاکستان کے مسلمانوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے جو لوگ پاکستان میں رہ کر پاکستان کے باغی مرزا طاہر کی

اطاعت پر یقین رکھتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا رویّہ کیا ہونا چاہیے ۔ قادیانیوں کو پاکستان کے خلاف زہر اگلنے ، اور افغانستان کے سے حالات پیدا کرنے کی دھمکیاں دینے کے باوجود کس طرح لائق اعتماد سمجھا جا سکتا ہے ۔ ؟ اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کی جاتی ؟ کیا ہماری حکومت قادیانیوں کی طرف اس وقت متوجہ ہوگی جب وہ یہاں (خاکم بدہن) افغانستان جیسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہماری حکومت اور ہمارا دانشور طبقہ قادیانیوں کے عزائم و مقاصد کا نوٹس لے ؟

مرزا طاہر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ اس یہودیانہ بغض و عداوت کا شاخسانہ ہے جو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے ۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا ۔ ٹھیک قتلِ عیسیٰ کا یہی دعویٰ مرزا قادیانی کو بھی ہے کہ :

"میرا وجود ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لیے ہے"۔ (ملفوظات صفحہ 4 جلد دہم)

جس طرح یہودی "قتلِ عیسیٰ" کا جھوٹا دعویٰ کر کے ملعون اور کافر ہوئے ، اسی طرح مرزا قادیانی بھی عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کا دعویٰ کر کے کافر و ملعون ہوا ۔ جس طرح یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے محروم رہے ۔ اسی طرح "قادیانیوں نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوت ثانی پر ایمان لانے سے انکار کر دیا ۔ جس طرح یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے "المسیح الدجال" کو مسیح مان لیا ، اسی طرح "قادیانیوں نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے ایک "الاعور الدجال" کو مسیح مان کر خوش ہو گئے ۔ الغرض عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں قادیانی ، ٹھیک یہودیوں کے نقش قدم پر ہیں جس طرح یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر ان پر ایمان لانے کی توفیق نہیں ہوگی ۔ بلکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت کے ہاتھوں قتل ہوں گے ۔ اسی طرح قادیانیوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی کبھی توفیق نہیں ہوگی ۔ اور وہ بھی یہودیوں کے زمرے میں شامل ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی افواج کے ہاتھوں قتل ہوں گے ۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قادیانی یہودی فتنہ سے محفوظ رکھے ۔

بحرمة نبيه الكريم سيدنا و مولانا محمد النبي الامى
صلى الله عليه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم

اسلام کے باغیوں کی سرگرمیوں کی حمایت کیوں؟

جناب قاضی محمد یونس صاحب انور۔

گذشتہ دنوں ایک مقامی روزنامے میں "کلمہ دوستی یا کلمہ دشمنی" کے عنوان سے مسٹر حنیف رامے کا ایک مضمون نظر سے گزرا۔ موصوف نے لکھا ہے کہ "دس فروری ۸۵ء کے اخبارات میں فیصل آباد کی اس خبر نے دل دہلا کر رکھ دیا کہ تقریباً بیس بائیس احمدیوں کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا کہ انہوں نے اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے "بیج لگا رکھے تھے"

ہمیں مسٹر رامے کے اس اضطراب پر کوئی حیرت نہیں ہوئی! کیونکہ ان باغیان اسلام کی سرزنش کرنے پر صرف اسلام کے باغیوں یا جناب حنیف رامے جیسے "ترقی پسند" دانشوروں کے دل ہی دہل سکتے ہیں۔ جن کے نزدیک حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیتؓ اور صحابہ رضی کرام کی عزت و آبرو کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد ایسے نبوت کے قزاق اور صحابہ کے گستاخ کے پیرو کاروں کی عزت و آبرو زیادہ ہو بلاشبہ یہ باغیان خدا و رسولؐ، امت مسلمہ کے عقیدہ و ایمان (جو مسلمانوں کا بنیادی حق ہے) اس میں مداخلت کرتے رہیں تو اس سے حنیف رامے جیسے "فراخدلانہ وسیع المشرب" دانشور کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ مسٹر رامے نے جس چابک دستی سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس کا نمبر وار جواب عرض کرتے ہیں۔

۱۔ جناب رامے صاحب نے سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۸ کا من پسند مطلب نکال کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے منع کرنا گویا ان کے ساتھ "غیر عادلانہ" رویہ ہے۔ گستاخی معاف! کلمہ طیبہ اسلامی شعائر ہے اور اس کے ماننے والوں کا ہی حق۔ اسے ان لوگوں کا اپنے سینوں پر سجانا کیا معنی رکھتا ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتے؟

کون سا قانون کسی غیر مسلم گروہ کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی خصوصیات استعمال کرے؟ کیا اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ اس کے حدود کے تحفظ کا اہتمام کریں۔

تاکہ کوئی دھوکہ باز "شعائر اسلام" کو استعمال کر کے امت مسلمہ میں فتنہ انگیزی نہ کر سکے۔ سورۃ توبہ میں "مسجد ضرار" کے متعلق جو آیت نازل ہوئی ہے مسٹر رامے اس کا بغور مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسجد کے نام سے یہ عمارت بنانے سے کیوں منع فرمایا۔ اس عمارت کے بنانے میں اور اس کا نام مسجد رکھنے میں۔ جو خطرہ پنہاں تھا۔ قرآن کے الفاظ میں وہ اس طرح ہے (ترجمہ) ان منافقین نے مسجد کے نام پر یہ عمارت اس لیے بنائی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے۔ کفر کیا جائے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈال جائے۔ اور خدا اور رسول کے باغیوں کا اڈا اور مرکز بنے۔ لہٰذا نہ تو یہ مسجد کہلا سکتی ہے۔ اور نہ ہی برقرار رکھی جا سکتی ہے۔

۲۔ مسٹر رامے نے اپنے مضمون میں بار بار قادیانیوں کے لیے "احمدی" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ قادیانیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا اس سے شاندار موقع اور کون سا ہو سکتا ہے مگر اس

طرح مسٹر رائے نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کا حصہ قرار دینے کی جو سعی نامشکور کی ہے وہ نہ صرف ملکی آئین کی خلاف ورزی ہے۔ بلکہ عدالت عالیہ کے فیصلوں کی بھی توہین ہے۔ حالانکہ ہر باخبر مسلمان جانتا ہے کہ قادیانی اپنے لیے "احمدی" کی اصطلاح دھوکہ دہی اور مغالطہ آمیزی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

قادیانی معاذ اللہ مرزا احمد کو کامل محمد سمجھتے ہیں۔ مثلاً ان کے ایک شاعر کے مطابق

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۶ء) (بدر ۲۵، اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ورنہ "احمدی" اور "محمدی" کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے احمدؐ اور محمدؐ دونوں حضور خاتم النبیین کے اسمائے گرامی ہیں۔ اور ایک مسلمان ہی اپنے لیے احمدی یا محمدی کی نسبتیں استعمال کر سکتا ہے کسی منکر ختم نبوت کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے؟

۳۔ مسٹر رائے نے اپنے مضمون میں جو سب سے بڑا افترا کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت خانوں یا رائے کے الفاظ میں ان "مساجد" سے کلمہ مٹانا یا انہیں سکیوں پر بیج لگانے سے روکنا یہ کلمہ طیبہ کی مخالفت ہے۔ ہمارے خیال میں مسٹر رائے نے یہ الفاظ دیانت و امانت سے عاری ہو کر لکھے ہیں۔ ورنہ ایک دیانت دار اور منصف مزاج مسلمان بجا طور پر یہ سمجھتا ہے کہ قادیانیوں کو کلمہ طیبہ استعمال کرنے سے روکنا "کلمہ طیبہ" کے احترام و ادب کو برقرار رکھنے کے لیے ہے۔ کیا کوئی بدبخت بیت الخلاء میں کلمہ طیبہ لکھ دے (معاذ اللہ) تو وہاں سے اس کلمے کو مٹانا بھی کلمہ طیبہ کی توہین ہوگی؟ کیا رائے صاحب اسے بھی کلمہ دشمنی پر محمول کریں گے؟ انصاف پسند مسلمان تو یہی سوچے گا کہ اس ناپاک جگہ کلمہ طیبہ برقرار رکھنا کلمہ کی توہین کرنے کے مترادف ہے اس کا ادب یہی ہے کہ اسے مٹایا جائے۔

۴۔ مسٹر رائے کو چاہیے تھا۔ کہ وہ ہیر پھیر کرنے کی بجائے صاف صاف الفاظ میں کہتے کہ قادیانی ان کے نزدیک مسلمان ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو کلمہ طیبہ سے نہیں روکنا چاہیے۔ ہم مسٹر رائے سے پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک، جو لوگ شعوری طور پر کلمہ پڑھتے ہیں۔ کیا ان کا کلمہ پر ایمان بھی ہے؟ اگر ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت، پر ایمان کیوں رکھتے ہیں؟ جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مدعی نبوت کو کذاب و دجال قرار دیتے ہیں۔ کیا کلمہ کا تقاضا یہ نہیں کہ تصدیق کی بجائے اس کی تکذیب کی جائے؟ اور اسے کافر اور خارج از اسلام سمجھا جائے۔ جب ایک شخص کا کلمہ پر ایمان ہی نہیں تو اسے کلمہ پڑھنے کا کیا حق ہے؟

رائے صاحب فرماتے ہیں "اسلام پر صرف مسلمانوں کی اجارہ داری نہیں اسلام کا رب رب العالمین ہے اسلام سب قوموں، جمعیتوں، گروہوں کی یکساں میراث ہے۔ دوسرے اسے جتنا قبول کرتے چلے جائیں ہمیں اس پر ناراض ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہیے"

جہلا کو متاثر کرنے کا یہ بہت مؤثر حربہ ہے مگر میں مسٹر رائے کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام لاابالی مذہب نہیں کہ منافقین اپنے نفاق کو چھپانے کی غرض سے اسلام کا نام لیتے رہیں۔ اور وہ ان سے چشم پوشی کر کے خوش ہوتا ہے۔ اسلام کا خدا رب العالمین ضرور ہے مگر وہ کفر کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی کفار سے دوستی کی اجازت دیتا ہے۔"

اسلام کا خدا یہ بھی کہتا ہے کہ "کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں" (النساء ۱۰۱) رب العالمین نے یہ بھی فرمایا ہے اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ (بقرہ ۲۰۸) وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جو لوگ اس کی بعض باتیں مانتے ہیں۔ بعض نہیں مانتے بلکہ دو غلا پن اختیار کرتے ہیں تو وہ پکے کافر ہیں۔ جناب رائے کو ان کی "دانشوری" اجازت دے تو وہ تاریخ اسلامی کا وہ مشہور واقعہ پڑھ لیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جمعہ کے روز مسجد نبوی سے نام لے لے کر ۳۶ منافقین کو نکال دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی ۱۱ج")

کیا مسٹر رائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی (معاذ اللہ) تنگ نظری کا فتویٰ لگانے کی جرأت کریں گے!

رامے صاحب کے خیال میں ان کے ساتھ بھی نرم سلوک کیا جانا چاہیے تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ گوارا نہ تھا کہ باطن میں کفر چھپا کر اسلام کا کلمہ پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں گھسے رہیں

۵۔ مسٹر حنیف رامے نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسلام سب گروہوں کی میراث ہے۔ رامے صاحب کی یہ بات جہالت پر مبنی ہے۔ اسلام صرف انہی لوگوں کی میراث ہے جو اس کے ماننے والے ہیں۔ جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں بھلا ان کی میراث اسلام کیسے بن گیا؟ رامے صاحب اگر سورہ منافقون کی پہلی آیت کا بغور مطالعہ کرلیں ان پر یہ حقیقت منکشف ہوجائے گی۔ اور وہ ایسی بے تکی باتیں کہنے سے باز رہیں گے۔

۶۔ مسٹر رامے نے حکومت کو ناصحانہ انداز میں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ "اس پاکستان میں کسی کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ کسی دوسرے کی مذہبی آزادی چھین کر اس کا خدا بننے کی کوشش کرے مسٹر رامے قادیانیوں کی سیاسی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جو راگ الاپ رہے ہیں اس جنون میں وہ حق و باطل کا امتیاز بھی نہ کرسکے کہ باغیان اسلام کو اسلامی اصطلاحات اور اسلامی شعائر استعمال کرنے سے روکنا ان کی مذہبی آزادی میں مداخلت نہیں۔ بلکہ انہیں مسلمانوں کی مذہبی خصوصیات میں مداخلت سے باز رکھنا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ اپنے قانون کے تحفظ کرنے کے لیے خدا خود زمین پر نہیں آئے گا۔ بلکہ یہ ذمہ داری اس نے ماننے والوں پر ڈال رکھی ہے۔

جناب رامے ذرا تعصب و بے جا حمایت کے جنون سے باہر آکر اوراق تاریخ میں خیرالقرون کے نظم مملکت کو دیکھ لیں انشاءاللہ ان کی تسلی ہوجائے گی۔

حضرت فاروق اعظمؓ کا دورِ حکومت

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کو جن باتوں کا پابند کیا اس کی تفصیلات کم از کم تفسیر ابن کثیر ہی میں دیکھ لی جائیں۔ حضرت عمرؓ نے جو فرمان جاری کیا اور عملاً مشتہر بھی کیا جس کے ذریعہ غیر مسلموں کو پابند کیا اس کے بعض اجزاء اس طرح ہیں۔

"ہم مسلمانوں کی تعظیم کریں گے، ان کے ساتھ کسی بات میں مشابہت اختیار نہیں کریں گے نہ لباس میں نہ ٹوپی میں نہ پگڑی میں نہ جوتے میں نہ سر کی مانگ میں، نہ ہم ان جیسا کلام کریں گے، نہ ہم مسلمانوں جیسا نام اور کنیت رکھیں گے۔ اور ہم جہاں رہیں گے اپنی وضع پر رہیں گے...... اور اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم (اسلام قبول کیے بغیر) نہ دیں گے...... ہم نے انہی شرائط پر اپنے لیے امان حاصل کی ہے۔ پس اگر ہم نے ان مذکورہ شرائط میں سے کسی شرط کی خلاف کی تو ہمارا عہد و امان ختم ہوجائے گا۔ اور جو معاملہ اہل اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ہوگا وہ ہمارے ساتھ روا ہوجائے گا۔"

تفسیر ابن کثیر آیت جزیہ جلد دوم اقتضاء الصراط المستقیم بحوالہ ۱۲۰ للعلامہ ابن تیمیہ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ممالک اسلامیہ میں ایک فرمان کے ذریعہ یہ حکم بھی دیا کہ "کفار مسلمانوں کا سا لباس نہ پہنیں تاکہ وہ الگ پہچانے جاسکیں۔ (اقتضاء الصراط مستقیم صـ۱۲۲)

اسی طرح خلیفہ راشد سیدنا عمر بن العزیزؒ نے حق و باطل کی تمیز کرانے میں پورا زور خلافت صرف کیا۔ ذیل کا واقعہ ان کی دینی پختگی اور صلابت رائے کا شاہد عدل ہے۔

"بنی تغلب کے عیسائیوں میں سے کچھ لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس حاضر ہوئے جنہوں نے عرب مسلمانوں کی طرح عمامے باندھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین ہم کو عربوں میں شمار کرلیجیے (یعنی عرب مسلمانوں کے حقوق دیجیے) آپؒ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنی تغلب کے لوگ ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کیا تم عرب مسلمانوں میں سے نہیں ہو؟ (یعنی تمہارا لباس تو تم کو عرب مسلمان ظاہر کررہا ہے) انہوں نے کہا ہم تو عیسائی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم دیا قینچی لائی جائے، چنانچہ اس وقت ان کی پیشانیوں کا طرہ کاٹ دیا گیا، اور ان کی پگڑیاں اتار دی گئیں۔" (اقتضاء الصراط المستقیم ۱۲۳)

پھر اس خلیفہ عادل نے اپنے فرامین کے ذریعہ اس قسم کے اور بھی امتیازی احکامات مملکت اسلامی میں جاری کرادئے۔ ایک صوبے کے گورنر کو لکھا۔

اپنے گرد و نواح میں پابندی لگادو تاکہ کوئی عیسائی عرب

مسلمانوں کی قبا (چوغہ) اور چھال کا پتلون پہنے۔ اس بارے میں شدت سے اقدامات کرو اور اس حکم کو شائع کرادو مگر کسی پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عیسائیوں نے پھر مسلمانوں جیسی پگڑیاں باندھنی شروع کردی ہیں، اور انہوں نے اپنی کمر میں پٹکے باندھنے چھوڑ دیئے ہیں۔ اور سر پر پٹے رکھنے لگے ہیں اور بال کتروانا چھوڑ دیے ہیں! واللہ! اگر یہ سب کچھ تمہارے علاقے میں ہورہا ہے تو یہ کھلی ہوئی کمزوری ہے" (اقتضاء الصراط المستقیم ۱۲۳)

۷۔ جناب رامے ارشاد فرماتے ہیں "اگر کوئی فرقہ یا اقلیت اسلام ہی کے کلمے کو اپنا کلمہ قرار دیتی ہے تو اس پر ناخوشی کی بجائے طمانیت اور شادمانی کا اظہار کرنا چاہیے"

جناب رامے آپ آزاد ہیں جتنی چاہیں مسرت و شادمانی کا اظہار کریں۔ مگر براہ کرم مسلمانوں کو یہ وعظ نہ سنائیں اسلام ایسا لاوارث مذہب نہیں کہ ہر دوغلے اور منافق کو قبول کرتا جائے۔ کلمے کی حقیقت کا دشمن یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنے سینے پر کلمہ سجائے۔ کیا عام آدمی عدالت عالیہ کے جج صاحبان کا گاؤن پہن کر پھر سکتا ہے؟ سول کا کوئی شخص فوجی وردی پہن کر گھوم پھر سکتا ہے؟ اگر ان لوگوں کو اجازت نہیں اور یقیناً نہیں تو آخر کیوں؟ آپ ذرا ہوش میں آکر جواب دیں؟

۸۔ مسٹر رامے نے یہ گوہر افشانی بھی فرمائی ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جماعت اسلامی کے مقابلے میں جماعت احمدیہ نے پاکستان کی حمایت کی تھی"

دروغ گو را حافظہ نباشد

"مرزائی اور پاکستان کی حمایت" یہ اجتماع ضدین ہے جسے کوئی مخبوط الحواس ہی تسلیم کرسکتا ہے۔ مسٹر رامے وہ بات کہہ رہے ہیں جسے خود مرزائی بھی تسلیم نہیں کرتے، مسٹر رامے کو اگر حقیقت حال معلوم نہیں تو خاموش رہتے تو بہتر تھا، کیوں مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں خود مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۲۔۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء کو خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا

"ہم نے یہ بات کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے" (الفضل ۱۲، ۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں"

الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء

(تقریر مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان)

"ممکن ہے عارضی طور پر علیحدگی ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں، مگر یہ حالت عارضی ہوگی۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہوجائے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے"

۹۔ مسٹر رامے نے اپنے مضمون میں قادیانیوں کے عبادت خانوں کے لیے "احمدیوں" کی مسجد کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ رامے صاحب کی یہ بے باکی و جسارت جہاں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کی توہین ہے وہاں حکومت کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے، اس سے بڑھ کر رامے صاحب کی یہ حرکت مسلمات شرعیہ کی توہین کے مترادف ہے۔

ہندوؤں کا مندر، سکھوں کا گوردوارہ، عیسائیوں کا گرجا اگر مسجد نہیں کہلا سکتا ہے تو قادیانیوں (جو قطعاً غیر مسلم ہیں) کا عبادت خانہ کیسے مسجد کہلا سکتا ہے۔ مساجد تو شعائر اسلام ہیں جو صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص ہیں۔ اگر محض کلمہ گوئی پر انسان مسلمان ہوسکتا ہے یا اسی حالت میں کوئی عمارت تعمیر کرنا مسجد کا حکم حاصل کرسکتی ہے۔ تو منافقین مدینہ نے جو عمارت مسجد کے نام پر بنائی تھی اسے کیوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گرایا۔ سورۃ منافقون میں منافقین کے کلمہ پڑھنے کو کیوں تسلیم نہ کیا گیا؟ حالانکہ وہ زبان سے تو پڑھتے تھے؟

تمام محدثین و مفسرین اور فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ کفار کو نہ صرف مساجد میں داخل ہونے سے روکا جائے گا بلکہ مسجد کے نام پر عمارت بھی بنانے سے منع کیا جائے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"مسجد بنانے اس میں حاضر ہونے اور بیٹھ کر نماز کا انتظار کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام

شعار ہے "

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۷۸ ج ۱)

کافر میں چونکہ تعمیر مسجد کی اہلیت ہی نہیں اس لیے اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہو سکتی قرآن حکیم میں صاف ارشاد ہے۔

"ترجمہ: مشرکین کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں۔ جب کہ وہ (کفریہ عقیدہ رکھ کر) اپنے اوپر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل برباد ہو چکے ہیں۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔"

امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص رازی حنفی المتوفی ۳۷۰ھ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ مسجد میں کوئی کافر داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کا بانی و متولی اور خادم بن سکتا ہے۔" (احکام القرآن ص ۸۷ ج ۳)

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لیے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے کفر کے لیے تو تعمیر نہیں کی جاتیں۔ پس جو شخص کافر ہے اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کرے۔"

(تفسیر ابن جریر ص ۹۳ ج ۱۰)

امام فخرالدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"یہ آیت اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی۔"

(تفسیر کبیر ۴۰۹ ج ۴)

امام ابوعبداللہ محمد احمد القرطبی المتوفی ۶۷۱ھ اس آیت تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انتظام مساجد کے متولی خود ہوں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے سے روک دیں۔"

(تفسیر قرطبی ۸۹ ج ۸)

امام محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود افزار البغوی المتوفی ۵۱۶ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں لہٰذا جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ مسجد تعمیر کرے۔"

(تفسیر معالم التنزیل ص ۵۵ ج ۳ برحاشیہ خازن)

شیخ علاؤالدین علی بن محمد البغدادی المعروف بالخازن المتوفی ۷۲۵ھ لکھتے ہیں:

"کافر کو مسجد کی تعمیر و مرمت سے منع کیا جائے گا نیز لکھتے ہیں کہ

"مسجد جائے عبادت ہے لہٰذا جو شخص مسلمان نہیں اسے مسجد بنانے سے روکا جائے گا

(الخازن ۲۹ ج ص ۲۱۰)

بیہقیٔ وقت عارف باللہ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی المتوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ پس جو شخص کافر ہو وہ ان کو تعمیر کرنے کا اہل نہیں"

(تفسیر مظہری ص ۱۴۶ ج ۲)

مذکورہ بالا آیت کریمہ نے مشرکین و کفار کو تعمیر مسجد سے محروم کر دیا ہے اس کی وجہ صرف کفر بیان کی ہے، شاہدین علیٰ انفسہم بالکفر، اور کوئی کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں گویا قرآن مجید بتاتا ہے کہ تعمیر مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے یہ دونوں چیزیں بیک وقت جمع نہیں ہو سکتیں اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنا کافر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور خود اپنے آپ کو "کافر" کہتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو کافر کہنے کے لیے تیار نہیں جیسا کہ

باقی صفحہ ۱۵ پر

منظور احمد الحسینی

قسط ۸

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے وفد کا دورہ افریقہ

صوبہ نٹال کا دورہ

ڈربن روانگی: ۲۰ دسمبر ۱۱ بجے رونگا پہنچے ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ ظہر کے فوراً بعد جناب یوسف جوا کوجی کے ساتھ ڈربن روانہ ہوئے۔ حکومت نے راستے میں جگہ جگہ درختوں کے نیچے بیٹھنے کا اچھا انتظام کیا ہے۔ جہاں مسافر حضرات اگر چاہیں تو سستا لیں اور کھانا کھا لیں۔ چنانچہ ۲ بجے ہم ایک مقام پر رکے، دوپہر کا کھانا کھایا۔ تھوڑی دیر سستائے اور روانہ ہوگئے۔ رات ۹½ بجے ڈربن پہنچے رات قیام روزدویل (ڈربن) میں رہا۔

۲۰ دسمبر بروز پیر ۱۱ بجے جمعیت العلما نٹال کے دفتر پہنچے۔ دفتر شہر کے قلب میں ایک بڑی عمارت میں واقع ہے۔ یہاں جمعیت کے سیکرٹری مولانا محمد یوسف پٹیل، مولانا اسعد عباس (جو جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی سے فارغ ہیں۔) اور مولانا احمد مہتر سے ملاقات ہوئی۔ ان حضرات سے ردقادیانیت کے موضوع پر تقاریر اور بیانات کے پروگرام پر مشورہ ہوا۔ باہمی مشورہ کے بعد ایک پروگرام "جمعیت العلماء نٹال کے لیٹر ہیڈ" پر ٹائپ کرا کے تمام مساجد میں تقسیم کرا دیا گیا۔ ڈربن میں مسلمانوں کی کافی آبادی ہے۔ یہاں گجراتی علاقہ کے علاوہ کاٹھیاواڑ وغیرہ کے میمن حضرات بھی خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ گرے اسٹریٹ کی مسجد سب سے بڑی قدیم ترین مسجد ہے۔ یہ شہر کے عین وسط میں واقع ہے۔

ظہر کی نماز ہم نے ویسٹ اسٹریٹ جامع مسجد میں ادا کی۔ یہ بھی قدیم مسجد ہے۔ اس پر تعمیر کی تاریخ ۱۸۸۵ء درج ہے گویا اس کو بنے ہوئے سو سال ہو چکے ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد مولانا عبدالحق عمرجی صدر جمعیت علماء نٹال سے ملاقات کی گئی۔ آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے شاگرد خاص ہیں۔ دوپہر کا کھانا بھائی سیٹھ فخر الدین کے ہاں کھایا پھر جمعیت کے اکابر علماء کے مشورہ سے ہم ۲½ بجے اسٹینگر روانہ ہوگئے۔ اسٹینگر کا تمام راستہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ہے۔ ساحل کے کنارے عالیشان ہوٹل واقع ہیں۔ شہر سے باہر ایک طرف سمندر دوسری طرف گنے کے کھیت ہیں۔ نماز عصر اسٹینگر جامع مسجد میں ادا کی اس کے امام مولانا محمد ملا ہیں۔ یہ مسجد بہت خوبصورت اور نہایت وسیع ہے۔ اس مسجد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ رمضان ۱۴۰۱ھ میں تشریف لائے تھے اور پورا رمضان اعتکاف کیا تھا۔ اور یہ حضرت شیخ الحدیث کا آخری اعتکاف تھا۔ اس وقت پوری دنیائے اسلام سے اکابر علماء یہاں پہنچے تھے۔ اس شہر کے تمام مسلمانوں نے بھرپور طور پر تمام معتکفین کی خوب خدمت کی تھی۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی ۳۰ ہزار ہے جبکہ شہر کی کل آبادی ۱۳ ہزار ۳ سو ہے۔ یہاں کا ماحول الحمدللہ بہت اچھا ہے۔ تمام نوجوان تبلیغ میں بھرپور طور پر حصہ لے رہے ہیں۔ مسجد میں نمازیوں کی کثرت ہے یہاں حضرت مولانا محمد یوسف تتلا صاحب نے اپنی زندگی دین کے

بنے وقف کر رکھی ہے۔ آپ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں عصر کی نماز کے بعد اکابر حضرات کے ساتھ اس جگہ کا معاینہ کیا گیا جہاں اپریل ۱۹۸۵ء میں ساؤتھ افریقہ کا تبلیغی اجتماع ہو رہا ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد ہم محمد موسیٰ سیدات (المعروف سیڈسن) کے ہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔ اسی دوران کہ ہم کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت مولانا محمد یوسف تتلا صاحب بھی تشریف لے آئے۔ مولانا کی آمد سے دلی طور پر مسرت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے عصر کے بعد آپ حضرات کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ تو میں ڈربن میں تھا۔ فوراً آپ حضرات کی ملاقات کے لیے روانہ ہوگیا۔ الحمد للہ آپ حضرات سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ کھانے سے فراغت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ عشاء کی نماز کے بعد محترم و مکرم جناب باوا صاحب کا گجراتی زبان میں بیان ہوا۔ رات قیام مولانا محمد یوسف تتلا کے برادر بزرگ جناب محمد تتلا کے ہوا۔

۴ دسمبر بروز منگل بروز بدھ ۱۲ بجے تک مختلف احباب سے ملاقاتیں کی گئیں۔ اور قادیانیت کے مکروہ عزائم کے بارے میں انہیں آگاہ کیا گیا۔ دوپہر کا کھانا مولانا محمد یوسف تتلا صاحب مدظلہٗ کے ہاں کھایا۔ شام ۲½ بجے اسٹینگر سے روانہ ہوئے۔ اور عصر کی نماز جامع مسجد (گرے اسٹریٹ) میں ادا کی۔ یہاں جناب عبدالرزاق سے ملاقات ہوئی۔ بھائی عبدالرزاق ہم سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ ان سے پچھلے سال مئی (۱۹۸۴ء) میں میڈرڈ اسپین میں ملاقات ہوئی تھی۔ عصر کی نماز کے بعد بھائی سید ابراہیم فخرالدین جناب بھائی پاڈیا صاحب کے ساتھ ڈربن کے بڑے ہسپتال میں پہنچے وہاں جناب محمد تتلا صاحب کی عیادت کی۔ مغرب کے وقت ہم "اسٹینگر بیچ" پہنچ گئے۔ اور وہاں نماز ادا کی۔ یہاں کے امام و خطیب جناب مولانا ہارون عباس صاحب ہیں۔ پروگرام کے مطابق عشاء کے بعد مکرمی باوا صاحب کا بیان اسٹینگر بیچ کی مسجد میں اور احقر کا بیان "اسٹینگر ہل" کی جامع مسجد میں ہوا۔ رات کا کھانا مولانا محمد صالح جی کے ہاں کھایا۔ اور قیام بھی وہیں رہا۔ جب ہم مولانا کے گھر داخل ہوئے تو ہم اندھیرے کی وجہ سے سمجھے کہ مکان کے ساتھ ریلوے پٹڑی ہے اور ریل گاڑی گذر رہی ہے۔ لیکن جب کافی دیر گذر گئی۔ اور سلسلہ یونہی رہا تو پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ بحر ہند کا شور ہے۔ کیونکہ یہ گھر ساحل پر واقع ہے۔

۵ دسمبر بروز بدھ صبح ناشتہ مولانا جلیل صالح جی کے کے ہاں کیا۔ پونے دس بجے جمعیۃ علماء نٹال کے دفتر پہنچے ظہر کی نماز گلیزن روڈ کی مسجد میں پڑھی عصر کی نماز ولیٹ اسٹریٹ کی مسجد میں پڑھی۔ نماز سے فراغت کے بعد جناب شعیب عمر ایڈووکیٹ کے والد سلیمان عمر صاحب کے ہمراہ ان کے گھر واقع پارک پہنچے مغرب سے قبل کھانا کھایا اور مغرب کی نماز جامع مسجد پارک میں پڑھی۔ جناب شعیب عمر ایڈووکیٹ نوجوان دیندار عالم ہیں۔ ڈربن کے اچھے وکلاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے (آپ نے پچھلے دو سال دارالعلوم کورنگی میں رہ کر درس نظامی پڑھا ہے) آپ جہاں انگریزی کے اچھے ماہر اور ادیب ہیں۔ وہاں گجراتی، اردو، عربی، افریقان، مقامی حبشی زبانوں پر بھی اچھی دسترس رکھتے ہیں آپ مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کی کتب کا انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں نیز آپ وفد کی معاونت کے لیے کیپ ٹاؤن بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور کافی تعاون فرمایا۔ عشاء کی نماز کے بعد پروگرام کے مطابق محترم اخی مکرم باوا صاحب نے گلیزن روڈ کی مسجد میں اور احقر نے سیرنگ کی مسجد میں بیان کیا۔ بیان کے بعد مقامی امام و خطیب نے احقر کو اپنے گھر میں چائے پر مدعو کیا۔ چائے سے فراغت کے بعد ہم روز ہل پہنچے۔ جب کہ میرے رفیق سفر مجھ سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ رات قیام روز ہل یوسف جی صاحب کے گھر رہا۔

۶ دسمبر بروز جمعرات جناب مولانا صالح جی کے ساتھ امزنٹو اور پورٹ کا سفر ہوا۔ ۱۱ بجے ہم امزنٹو پہنچے پروگرام کے مطابق احقر نے امزنٹو میں بیان اور قیام کرنا تھا جب کہ رفیق سفر محترم عبدالرحمان یعقوب باوا صاحب نے امزنٹو سے ۵۰ کلومیٹر آگے پورٹ شیپسٹون میں جانا تھا۔ امزنٹو میں ہماری ملاقات عثمان کثروا سے ہوئی جو حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب کے خاص متعلقین میں سے ہیں۔ مولانا کثروا صاحب ہمیں اپنے سسر جناب صوفی شبیر احمد کے گھر لے گئے وہاں ایک مدرسہ چل رہا ہے۔ جس کا نام مدرسہ دعوۃ الحق ہے اس مدرسے کے اب تک ۱۲۰ بچے حفظ کر چکے ہیں۔ پڑھائی بہت عمدہ ہے۔ ہم نے اکثر بچوں سے قرآن مجید سنا تلفظ صحیح ہے۔ مخارج صحیح طور پر نکالتے ہیں۔ اخفاء، اظہار، پر طول وغیرہ کا خوب خیال رکھتے

ہیں۔ ایک طالب علم احمد ڈیسائی جو ۱۱ سپارے، زکریا علی، محمد یونس عمران واحد ۱۰، ۱۰ پارے حفظ کر چکے ہیں۔ عمران آملا طالب علم نے بھی ۹ سپارے حفظ کر لیے ہیں ان کے والد نومسلم ہیں صوفی شبیر احمد اور مولانا عثمان کڑوا صاحب نے اپنے اکابر علماء کے رسائل انگریزی میں شائع کرنے کے لیے ایک پریس بھی لگا رکھا ہے۔ آپ نے اپنے شائع کردہ رسائل ہمیں دکھائے۔ جو وہاں سے شائع ہو کر تمام مسلمانوں اور مدارس وغیرہ میں مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ آپ حضرات اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔

اس مدرسہ کے علاوہ دیگر مقامات میں ۲۹ مدارس چلا رہے ہیں جن میں ۱۵۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ اور تقریباً ۹۰ اساتذہ کرام قرآن کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

راقم الحروف نے امزنٹو میں ظہر کی نماز کے بعد بیان کیا مکرم باوا صاحب نے پورٹ شیپسٹن میں بیان کیا۔ عصر کے بعد مولانا کڑوا کے ہاں کھانا کھایا، عشاء کے بعد باوا صاحب کا گجراتی زبان میں امزنٹو کی مسجد میں ہوا۔ بیان کے بعد ڈربن روانہ ہو گئے۔ اس طرح ہم تقریباً ۱/۲ ۱۱ بجے "اسپنگو بیچ" پہنچ گئے۔ رات قیام مولانا صالح جی کے ہاں ہوا۔

۷ دسمبر بروز جمعہ، جمعہ کی نماز محترم باوا صاحب نے مے اسٹریٹ کی مسجد میں جب کہ احقر نے جنکشن جامع مسجد میں تقریر کی اور جمعہ پڑھایا۔ پھر اس مسجد میں عشاء کے بعد تقریباً سوا گھنٹہ ہفتہ وار تبلیغی اجتماع میں احقر کا بیان ہوا۔

۸ دسمبر ڈربن میں قیام رہا۔ اور مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ: کلمہ دوستی نہیں کلمہ دشمنی

قادیانی بھی اپنے آپ کو کافر نہیں کہتے بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برملا اعتراف کرتے ہیں جنہیں اسلام کفریہ قرار دیتا ہے۔ یعنی ان کا کفریہ عقاید کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔

قرآن جہاں یہ بتاتا ہے کہ کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں وہاں یہ تصریح فرمائی کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کرنا تو بس اس شخص کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ (التوبہ ۱۸)

آخر میں ہم مشر رائے کو ہمدردانہ مشورہ دیں گے کہ آپ جو چاہیں مذہب اختیار کریں۔ آپ پر کوئی پابندی نہیں۔ مگر آپ اسلام کے ترجمان بننے کی کوشش نہ کریں۔ نہ ہی یہ آپ کا منصب ہے۔ اور نہ آپ کے بس کا روگ۔ پاکستانی مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے بحمداللہ ابھی تک علمائے دین موجود ہیں۔ اور عوام کے حافظے اتنے خراب بھی نہیں جس قدر جناب رائے نے سمجھ رکھا ہے۔ وہ آپ کے ماضی و حال کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اگر قادیانیوں کے ساتھ اتنی ہی ہمدردی تھی تو اس وقت آپ کہاں تھے جب آپ کے لیڈر نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ شاید اس وقت آپ اس مصلحت کے تحت نہیں بولے کہ لیلائے اقتدار سے محرومی کا خطرہ تھا۔

بہرحال اسلام کے باغیوں کی باغیانہ سرگرمیوں کی حمایت کرنا کلمہ دوستی نہیں کلمہ دشمنی ہے۔

(بشکریہ نوائے وقت کراچی ۳۰ مارچ ۱۹۸۵ء)

ایک قادیانی کا قبول اسلام

اٹک مورخہ ۱۵ جنوری بعد نماز عصر مدینہ مسجد میں محمد رفیق نامی ایک قادیانی نے مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ نے اس کا اسلامی نام محمد رفیق سلمانی رکھا ہے۔ اس سے چند دن پہلے ان کے بھائی جناب ناصر بھی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ قارئین کرام ان کی استقامت کے لیے دعا فرمائیں

ثاقب الحسینی

ناظم انجمن اشاعت القرآن وحدیث

ملّی روڈ اٹک شہر

کاروانِ ختمِ نبوت

عقیدۂ ختمِ نبوت دین اسلام کی اساس ہے
قادیانیوں کے خلاف قانونی کاروائی کیجائے
ڈی ایم ایل اے حیدر آباد کے نام

اٹک

مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک نے اٹک شہر کی مختلف مساجد، حضرو اور مرزا کے مقام پر اجتماعات کا اہتمام کیا۔ اس سلسلہ میں مولانا اللہ وسایا صاحب، مرکزی مجلس کی ہدایت پر اٹک کے دورے پر ہیں۔ اٹک شہر میں جامعہ اشاعت الاسلام، مرکزی جامع مسجد اور جامع مسجد محلہ رشید میں مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب فرمایا علاوہ ازیں حضرو میں جامعہ اشاعت القرآن اور مرزا میں سنی مدرسہ تعلیم القرآن میں جلسہ عام کے پروگرام منعقد ہوئے۔ مرزا کے مقام پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ناظم اعلیٰ شیخ عابد حسین صدیقی اور جامعہ اشاعت الاسلام کے مہتمم حضرت مولٰنا محمد اکبر صاحب ساقی نے بھی خطاب فرمایا مقررین نے اپنی تقاریر میں مولانا محمد اسلم قریشی کیس میں حکومت کی سرد مہری پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مرزا طاہر کو وطن واپس لاکر اس کیس میں شامل تفتیش کیا جائے۔

لیہ

۳۰ مارچ بروز ہفتہ خطیب ربوہ مولانا خدا بخش صاحب لیہ مدرسہ اشرف المدارس چوبارہ روڈ لیہ تشریف لائے۔ حاجی محمد شفیع صاحب، جناب عبدالرحمٰن، قاضی سبطین صاحب، مولانا محمد حسین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور شہر کی مختلف مساجد میں درس قرآن مجید و درس احادیث ہوا۔ جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں اور ربوہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کارکردگی پر مولانا خدا بخش صاحب نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ لیہ کے احباب نے جماعت کی ممبر سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور جماعت کے ساتھ مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ بعد میں جامع مسجد غلہ منڈی میں انتخابی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں آئندہ کے لیے جماعت کے عہدیداروں کا اجلاس ہوا۔

عہدیداران حسب ذیل ہیں۔

سرپرست: مولانا محمد اشرف صاحب خطیب مسجد کینال کالونی لیہ
امیر: 〃 محمد حسین صاحب خطیب موتی جامع مسجد لیہ
نائب امیر: 〃 عبدالصمد آزاد، کہاڑا۔ خطیب حافظ آباد لیہ
ناظم اعلیٰ: 〃 قاری کفایت اللہ صاحب خطیب مسجد فاروق اعظم محلہ عیدگاہ لیہ۔
〃 〃 دوم: صوفی محمد شفیق صاحب
ناظم نشرواشاعت: حافظ نثار احمد صاحب
خزانچی: شیخ محمد خالد صاحب

بھکر

مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ کے مبلغ، خطیب ربوہ مولانا خدا بخش شجاع آبادی ۲۔ اپریل کو بھکر، جماعتی تنظیم

کے سلسلہ میں آئے۔ شہر کی مختلف مساجد میں عوام سے خطاب کیا۔ مسئلہ ختم نبوت اور ردقادیانیت پر مفصل بیان کیا اور قادیانیوں ریشہ دوانیوں اور ربوہ میں مجلس کی سرگرمیوں سے عوام کو آگاہ کیا۔ اور حکومت کی طرف سے اسلام آباد میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس پر پابندی اور حضرت مولانا خان محمد صاحب کی نظربندی کے خلاف احتجاج کیا۔ انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے نیز ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

بعد میں مولانا موصوف نے جماعت کی ممبرسازی کی، بھکر کے عوام نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اپنے ہر قسم کے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے بعد مقامی مجلس کا انتخاب عمل میں لایا گیا جو کہ حسب ذیل ہے۔

امیر: حاجی سراج الدین صاحب غلہ منڈی بھکر
ناظم اعلیٰ: حافظ خورشید احمد، مدرس دارالہدیٰ بھکر
ناظم نشرواشاعت: حافظ امام الدین صاحب امام مسجد پونگراں بھکر
خزانچی: سید منصور احمد شاہ صاحب بھکر

نمائندے برائے مرکز

۱۔ حاجی سراج الدین آڑھتی غلہ منڈی بھکر
۲۔ حافظ خورشید احمد صاحب مدرس مدرسہ دارالہدیٰ بھکر۔

کوئٹہ

مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کا اجلاس سابق وفاقی وزیر حاجی محمد زمان خان اچکزئی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ممتاز علماء کرام، دینی جماعت کے سربراہوں معززین شہر اور کونسلروں نے شرکت کی۔ اجلاس میں خطیب جامع مسجد مرکزی مولانا قاری انوار الحق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور پاسبانی، حکومت کا فرض ہے حکومت اس مسئلہ پر عامۃ المسلمین کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ کیونکہ ان کی سرگرمیوں سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی اساس ہے۔ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے کہ وہ اس کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہو جائے تاکہ شافع محشر کی شفاعت کا حق دار ہو۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت میں ہمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ اجلاس میں چند قراردادیں منظور کی گئیں جن میں کہا گیا کہ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے اور اسلام ہی اس کا وجود ہے۔ اسلام ہی سے اس کی بقا ہے۔ اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر استوار ہے۔ یہ اجلاس پاکستان کی نومنتخب اسمبلی کے قومی نمائندوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ محض رضائے الٰہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعات کے حصول کے لیے پارلیمنٹ میں عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کا کردار ادا کریں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں قادیانیوں کے بارے میں متفقہ ترمیم پر قانون جاری کرے۔ اور ۱۹۸۴ء کے صدارتی آرڈیننس کو آئین کا حصہ بنائے۔

یہ اجلاس چند سیاست دانوں کے قادیانی نواز بیانات کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان سیاستدانوں کے بیانات کی شدید مذمت کرتا ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور ان کے بارے میں شکوک وشبہات نے جنم لیا۔ ان سیاستدانوں نے اگر اپنے بیانات واپس نہ لیے تو انہیں عوام کے قہر وغضب کا نشانہ بننا پڑے گا۔

یہ اجلاس حکومت بلوچستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں صدارتی آرڈیننس پر مؤثر عمل کیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والے افراد سے سختی سے نمٹا جائے۔

یہ اجلاس حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہے کہ اسلامی مملکت پاکستان میں نقلی بیت اللہ شریف بنا کر فرضی حج کیا جاتا ہے۔ حکومت، تربت میں ذکریوں کے حج پر پابندی عائد کرے اور نقلی بیت اللہ کو مسمار کرے۔

بلوچستان کے انتخابات

مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے آئندہ سہ سالہ انتخابات، امیر مجلس علی تحفظ ختم نبوت سابق وفاقی وزیر حاجی محمد زمان خان اچکزئی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں امیر مولانا محمد منیرالدین صاحب خطیب جامع مسجد سنہری اور ناظم تبلیغ مہتمم جامعۃ العلوم مولانا عبدالواحد

خطیب جامع قندھاری منتخب ہوئے

دوسرے عہدیداروں کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ نائب امیر اول: خطیب جامع مسجد طوبیٰ، قاری سید افتخار احمد کاظمی۔

نائب امیر دوم: مولانا محمد ادریس فاروقی، خطیب جامع اہل حدیث۔

نائب امیر سوم: حاجی فضل قادر خان شیرانی

" " چہارم: چوہدری محمد طفیل اعوان

ناظم اعلیٰ: حاجی تاج محمد فیروز

ناظم: حاجی شاہ محمد

نائب ناظم اول: حاجی محمد زرین، کونسلر کوئٹہ میونسپل کارپوریشن

" " دوم: خلیل الرحمٰن

ناظم بیت المال: حاجی نسیم خان۔

نائب ناظم بیت المال: حاجی نعمت اللہ خان

ناظم نشر و اشاعت: جناب منظور احمد مغل

نائب " " : جناب محسن الٰہی ایڈووکیٹ

مشیر قانونی: جناب ملک سکندر علی خیل ایڈووکیٹ، جناب زاہد مقیم انصاری ایڈووکیٹ

ناظم دفتر: سید فاروق شاہ

واہ کینٹ

۱۴ مارچ بروز جمعرات سہ پہر چار بجے مجلس تحفظ ختم نبوت واہ کینٹ کا ماہانہ اجلاس حضرت مولانا نذر حسین صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت کلام پاک مولانا قاری محمد زبیر صاحب نے فرمائی۔ امیر مجلس مولانا عبدالقیوم قریشی نے مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو خراج عقیدت پیش کیا۔ حاضرین اجلاس نے مولانا مرحوم کے سانحہ ارتحال کو امت مسلمہ کا عظیم نقصان قرار دیا۔ اس جہان فانی سے جانا تو سبھی کو ہے مگر کچھ حضرات ایسی جامع خوبیوں کے ہوتے ہیں کہ ان کے اٹھنے سے اس پورے جہان فانی کی رونقیں اداس ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوتا ہے وہ پر ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ مولانا مرحوم بھی انہیں عظیم الشان کی صف اول کے شاہسوار تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور مولانا مرحوم کو جنت الفردوس کے اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر و جمیل کی توفیق بخشیں اور ان کے تمام خدام اور رضاکاروں کو دشمنان ختم نبوت کی ریشہ دوانیوں کا پامردی سے خاتمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سکھر

سکھر میں ختم نبوت کانفرنس میں درج ذیل قرار دادیں پیش کی گئیں۔

۱۔ یہ اجتماع سکھر کے ناحق اسیران ختم نبوت کی گرفتاری اور سکھر اور گردونواح کے مسلمانوں کو مرتد قادیانی کے قتل کے بہانے ہراساں کرنے اور پولیس کا گھروں میں گھس جانے اور پردہ دار خواتین کی بے پردگی پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ناحق گرفتار شدگان کو فوراً رہا کیا جائے۔ نیز قادیانی جب کہ باہمی دشمنیاں بھی رکھتے ہیں۔ لیکن پولیس صرف مسلمانوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ قادیانیوں کو کیوں زیر حراست نہیں لیا جاتا۔

۲۔ جیسا کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ قادیانی ملک کے آئین اور ملکی عدالتوں اور وفاقی شرعی عدالت اور صدارتی آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ملک کے آئین اور قوانین اور اعلیٰ عدالتوں کی کھلی خلاف ورزی کو کسی بھی ملک میں برداشت نہیں کیا جاتا ہے اس لیے یہ عظیم اجتماع صدر مملکت، وزیر اعظم، اراکین اسمبلی و سینٹ سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

قادیانیوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے

باندی

بخدمت جناب انچارج پولیس چوکی باندی

گزارش ہے کہ باندی کے جناب ڈاکٹر حنیف قادیانی، اسلم قادیانی، حمید قادیانی، شریف قادیانی اور عبدالرحمٰن ڈاڑھی قادیانی اور دیگر کئی قادیانی باندی شہر میں سینے پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر پھر رہے ہیں۔

جناب عالی آپ سے گزارش ہے کہ اس سے پہلے کہ علاقہ کے امن میں خلل پڑے قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے نیز مذکورہ قادیانی عبدالرحمٰن قادیانی اور دیگر کئی قادیانیوں نے اپنے مکانات پر کلمہ طیبہ لکھا ہے۔ جو کہ صدارتی آرڈیننس ۲۰ کی دفعہ نمبر ۲۰ کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

امید ہے کہ جناب والا اپنی پیشہ ورانہ اور مذہبی ذمہ داری کو محسوس فرماتے ہوئے مؤثر کارروائی کریں گے۔ اس سلسلے میں ہم ہر ممکن تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ والسلام

محمد صالح

ڈی ایم ایل اے حیدر آباد کے نام

بخدمت عزت مآب عالی مرتبت جناب ڈی ایم ایل اے صاحب

حیدر آباد (سندھ)

السلام علیکم رحمۃ اللہ!

گزارش ہے کہ سانگھڑ مردانہ کالج کے طلبا کی درخواست منسلک ہذا پیش ہے۔ بہت افسوس اور دکھ کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ صدر مملکت کی طرف سے فتنۂ قادیانیت کے خلاف اتنا کچھ ہونے پر بھی۔ نیز وفاقی شرعی عدالت اور ملکی متعدد اہم عدالتوں کے واضح فیصلوں کے ہوتے ہوئے قادیانی کس طرح صدر مملکت اور عدالتوں کے فیصلوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں۔ اور صدارتی آرڈیننس کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ حیرت در حیرت یہ کہ مجبر کے عہدے تک کے ذمہ دار حضرات بھی قادیانیوں کی کھلم کھلا حمایت کر رہے ہیں

ہم مودبانہ گزارش ہے کہ!

———— قادیانیوں کی یہ روش ملک کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے ————

اس قسم کے اشتعال انگیز واقعات کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور قادیانیوں کی نقل و حرکت کو معمولی نہ سمجھا جائے۔

منجانب

محمد عبدالروف نذیر احمد طیرچ

مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد (سندھ)

نوٹ صفحہ نمبر ۲۰ پر ملاحظہ فرمایئے۔

مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر اظہار تعزیت

جامع مسجد بستی سوماچھی میں جمعہ کے دن خطیب مسجد مولانا حکیم محمد عبداللہ اعوان، نے حضرت مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا مرحوم نے دین کی جو خدمت کی ہے وہ صدیوں تک یاد رہے گی ان کی وفات سے ایک عظیم خلا ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے مولانا ایک حق گو اور منکسر المزاج، خوش اخلاق عالم دین تھے۔ بعد میں مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی۔

حیدر آباد

مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کا انتخابی اجلاس حسب دستور مورخہ ۲۹ مارچ بروز جمعۃ المبارک ۱۰ بجے صبح دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں منعقد ہوا جس میں مجلس کے اراکین و معاونین نے شرکت کی اور متفقہ طور پر مندرجہ ذیل حضرات کو آئندہ تین سال کے لیے مجلس حیدر آباد کے لیے عہدیدار چن لیا گیا۔

سرپرست: مولانا عبدالروف صاحب، قاری منظور الحق صاحب

صدر: حافظ منظور احمد صاحب

نائب صدر اول: رئیس محمد مشتاق ایڈوکیٹ

نائب صدر دوم: ڈاکٹر عبدالمجید میمن

" " سوئم: مولانا رب نواز

ناظم اعلیٰ: جناب محمد الیاس صاحب

نائب ناظم: ڈاکٹر رفیق الحسن کھوکھر

ناظم نشریات: جناب محمد اکمل ندیم

خازن: خواجہ محمد شمیم صاحب

لاہور / باخبر ذرائع کے مطابق وزیر اعظم جونیجو نے پنجاب پولیس سے مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کے بارے میں اب تک کی جانے والی کارروائی کی تفصیلات طلب کرلی ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ فیصل آباد کے ڈی آئی جی کی نگرانی میں پولیس افسروں پر مشتمل اعلیٰ سطح کی ٹیم مولانا محمد اسلم قریشی کی گمشدگی کا معمہ حل کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھی۔

سانگھڑ کے دو طلبہ کی فریاد

بخدمت جناب ڈی۔ ایم ایل۔ اے حیدر آباد۔

السلام علیکم رحمۃ اللہ

جناب عالی!

مودبانہ گذارش ہے کہ ہم دستخط کنندگان گورنمنٹ ڈگری بوائز کالج سانگھڑ کے انٹر سائنس کے طلبہ ہیں۔ وہاں پر مسمی حوالدار سیف اللہ قادیانی جو این۔ سی۔ سی کا انسٹرکٹر ہے وہ طلبہ کو اسلامیات پر لیکچر دیتا تھا اپنی لیکچرز کے دوران اس نے ختم نبوت کی متعدد بار غلط تشریح کی اور کئی بار قادیانیت کی تبلیغ بھی کی۔ چونکہ اس کا براہ راست پرنسپل صاحب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لیے ہم سانگھڑ کے مارشل لاء ہیڈ کوارٹر گئے۔ وہاں جناب میجر صاحب نے سیف اللہ صاحب کو اور ہمیں بلایا دونوں کو سننے کے بعد حوالدار سیف اللہ کو اسلامیات کے لیکچر دینے سے منع کیا۔ مگر اس کے بعد اُس نے ہمیں دھمکیاں دیں کہ تمہیں این۔ سی۔ سی سے نکال دے گا۔ اور یہ کہ تم نے مارشل لاء میں جاکر اچھا نہیں کیا۔ اس کے بعد مورخہ ۸ اپریل ۱۹۸۵ کو ہم شہداد پور P.T.S میں فائرنگ کے لیے آئے تھے وہاں پر این سی سی کے میجر جناب حیدر جونیجو نے فائرنگ سے فراغت کے بعد پوچھا کہ سانگھڑ کے وہ دو لڑکے کہاں ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں مسمی محمد عارف نمبر H ۵۱۹۱۳۹۱ اور سرفراز خان نمبر H ۵۱۹۱۳۵۳ کی طرف اشارہ کیا پھر سیف اللہ قادیانی نے ہمیں میجر کے سامنے پیش کیا۔ میجر صاحب ہم پر سخت برہم ہوئے اور کہا کہ تم نے سیف اللہ صاحب کے اسلامیات کے لیکچرز پر کیوں اعتراض کیا۔ اس پر ہم نے کہا کہ یہ قادیانی ہے اور غیر مسلم ہے اور قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ اس پر میجر صاحب نے کہا کہ کون کہتا ہے کہ یہ غیر مسلم ہیں یہ تو مظلوم ہیں ان کے گھر جلائے گئے اور ان کی "مسجدیں" گرائی گئی ہیں۔ ہم نے کہا کہ حکومت پاکستان نے انہیں غیر مسلم قرار دیا ہے اور ہم نے کوئی ان کا گھر نہیں جلایا اور ان کی عبادت گاہیں نہیں گرائیں اور نہ ہی ہم نے ان پر ظلم کیا ہے اس پر میجر صاحب برہم ہوئے اور کہا کہ تم سیف اللہ سے معافی مانگو ورنہ فوراً آؤٹ کردیے جاؤ گے۔ ہم نے کہا جناب ہم نے کوئی غلطی نہیں کی معافی تو غلطی پر ہوتی ہے اس پر انہوں نے ہماری بے عزتی کی اور ہمیں نکال دیا

ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ہماری داد رسی کی جائے اور سیف اللہ قادیانی نے صدارتی آرڈیننس کی نمبر ۲۰ ۱۹۸۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قادیانیت کی تبلیغ کی ہے اس کے خلاف کاروائی کی جائے۔

محمد عارف
طالبعلم گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج
سانگھڑ سندھ

سرفراز خان
طالبعلم گورنمنٹ ڈگری کالج
سانگھڑ سندھ

ضبط و ترتیب منظور احمد الحسینی

آپ کے مسائل کا جواب

تحریر: مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

غلام ناصر خان، کراچی:

س: میرے بہنوئی کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا ہے۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، دو شادی شدہ لڑکیاں، دو غیر شادی شدہ لڑکیاں اور چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ مال میں مبلغ دو لاکھ روپیہ نقد کس طرح سے تقسیم کیا جائیگا۔

ج: مرحوم کا ترکہ ادائے قرض اور نفاذ وصیت از تہائی مال کے بعد (۲۸۸) حصوں پر تقسیم ہوگا۔ (۳۶) بیوہ کے، ۴۲، ۴۲، ۴۲، ۴۲ چاروں لڑکوں کے، ۲۱، ۲۱، ۲۱، ۲۱ چاروں لڑکیوں کے۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۳۶	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱

س: خواتین کو کبھی کبھار قبرستان میں جانے کی اجازت ہے یا نہیں۔

ج: نہیں جانا چاہیے۔

س: مرحوم کی نماز اور روزہ کا کیا بدل کیا جائے۔

ج: ہر نماز اور ہر روزہ کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، ہر دن میں وتر سمیت چھ نمازیں ہوتی ہیں۔ ایک دن کی نمازوں کے چھ فدیے ہوئے۔ اسی طرح ہر روزہ کا ایک فدیہ۔ واللہ اعلم

س: مرحوم کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کا بہترین طریقہ

ج: جو شخص ایصال ثواب کرنا چاہے وہ اپنے مال میں سے کچھ رقم مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے مسجد یا مدرسہ میں، ختم نبوت میں لگا دے۔ اور دعا و استغفار کے ساتھ بھی ایصال ثواب کیا کرے۔

س: مرحوم کو ایک دو افراد کے کچھ پیسے دینے ہیں۔ بہترین دوست ہونے کے ناطے وہ پیسے نہیں لے رہے۔ اب کیا کیا جائے۔

ج: اگر وہ معاف کردیں تو ٹھیک ہے۔

شرافت حسین:

س: بعد سلام مودبانہ گزارش یہ ہے کہ آپ کا تحریر نامہ ملا خط پڑھ کر مجھے بہت ہی قلبی سکون ملا ہے اور میں اب اپنے آپ کو ایک کامیاب انسان سمجھ رہا ہوں۔ کیونکہ آپ نے مجھے ان دردناک حالات سے نجات دلانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ امیں آپ کا زندگی بھر مشکور رہوں گا۔ آپ کا یہ احسان عظیم میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔

مجھے اپنی مفید باتوں کے تحت ہدایات دیں کہ میں اب مزید کس طرح اپنی کامیاب زندگی گزاروں مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے کیونکہ آپ میرے لیے فرشتہ صفت انسان ہیں۔

مجھے آپ کے خط کا شدت سے انتظار رہے گا۔ خدارا مجھے جلد ہی حکم صادر فرمائیں۔ کہ میں اب ان حالات میں کس طرح کامیاب زندگی گزاروں۔ میں آپ کا ہر حکم بجا لاؤں گا۔ کیونکہ آپ مجھے ان دردناک حالات سے نکال کر نیک راستے پر میرے لیے بھرپور مدد فراہم کر

رہے ہیں۔
اس احسان عظیم پر میں آپ کا زندگی بھر شکر گذار رہوں گا۔

آپ کا خادم ایک دکھی انسان

ج: عزیز مکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا علاج مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

۱۔ بچپن میں جو کچھ ہوا اس پر آپ کو مواخذہ نہیں۔ اس لیے آج سے آپ اپنے آپ کو بالکل پاک اور معصوم سمجھیں (یعنی بچپن کے اعتبار سے)

۲۔ آپ جن عوارض میں مبتلا ہیں۔ ان میں سے کوئی لاعلاج نہیں۔ آج سے آپ مایوسی بالکل ترک کردیں۔ اور کامل خود اعتمادی کے ساتھ قدم اٹھائیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے سے تعلق پیدا کرکے اپنی ہر حالت اس کو بتایا کریں۔ اور اس کے مشورہ پر عمل کریں

۴۔ تمام دنیا کے افکار سے یکسو ہوکر اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ کسی ناکامی اور شکست ذہنی کا خیال دل میں نہ لائیے۔

اگر آپ نے میرے ان چار نکات پر عمل کیا تو آئندہ مزید عرض کروں گا۔ والسلام

کراچی:

س: اگر کسی کو نظر لگ جائے تو اس نظر کو ماثورہ کلمات پڑھ کر دم کرنے کے علاوہ اتارنے کا کیا طریقہ ہے اور کس طرح اتارے

ج: حدیث میں اس کا طریقہ یہ آیا ہے کہ جسکی نظر لگی ہو اس سے وضو کراکر وضو کا پانی مریض پر چھڑکا جائے۔

س: کسی شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا نہیں ہے اور نہ ہی باون تولہ چاندی ہے۔ لیکن اس شخص کے پاس نقد پیسہ اتنا ہے کہ اس میں ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی تو کیا ایسے شخص کو صاحب نصاب سمجھا جائے گا۔

ج: اگر نقد روپیہ ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

س: زید نے قرض کے پیسوں سے ایک دکان کھولی سال پورا ہونے پر حساب کرکے ۹۵۰۰۰ ہزار کا مال موجود تھا۔ جبکہ شروع میں ۱۱۰۰۰۰ کا مال ڈالا تھا۔ اور قرض جو دکان پر ۶۰۰۰۰ ہزار کا بقایا ہے۔ اور نقد دو ہزار پڑے ہوئے تو کیا ان پر زکوٰۃ ادا ہوسکتی ہے یا نہیں اگر ہوسکتی ہے تو کتنی۔

ج: جتنی مالیت کا سامان قابل فروخت ہے۔ اس کی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کرکے باقی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

س۔ زکوٰۃ کا نصاب کتنا ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

ج: ۵۲½ تولہ چاندی کی مالیت کے برابر مال ہو تو زکوٰۃ واجب ہے۔

س: امام مقیم مقتدی مسافر، تو مقتدی کتنی رکعتوں کی نیت کرے گا۔ سنا ہے کہ نیت دو رکعتوں کی کرنی ہے اور پڑھنا چار رکعت ہے۔

جواب: امام مقیم ہو تو مقتدی بھی پوری نماز پڑھے گا۔ اور پوری نماز ہی کی نیت کریگا۔

س: ایک شخص نے ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ ایک آدمی کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ اس کے ہاتھوں فلاں شخص قتل ہوجائے گا تو پھر اللہ پاک کیوں اس کو سزا دے گا جب کہ اُس کی تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ اس کے بغیر کوئی چارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جب کہ ہمارا تقدیر پر ایمان ہے کہ جو تقدیر میں ہے وہی ہوگا تو پھر اللہ پاک نے سزا کیوں مقرر کی ہوئی ہے

ج: تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص اپنے ارادہ و اختیار سے فلاں کو قتل کرکے سزا کا مستحق ہوگا۔ چونکہ اس نے اپنے ارادہ و اختیار کو غلط استعمال کیا اس لیے سزا کا مستحق ہوا۔ واللہ اعلم

بقیہ : گلدستہ

سے طمانیت قلب ہوگی، نہ اولاد سے ہوگی۔ ان میں طمانیت ہے ہی نہیں تو پیدا کہاں سے ہوگی۔ اگر دولت ذریعۂ حصول طمانیت قلب ہوتی اور سونا اور پٹرول کے ذخائر سے دل میں آتی تو امریکہ اور یورپ میں طمانیت کا سمندر بہتا ہوتا۔ یہ طمانیت مادیات سے پیدا نہیں ہوتی نہ مادیات کا دخل قلب مومن میں ہو سکتا ہے۔ یہ طمانیت قلب حق تعالیٰ کی بارگاہ سے القاء کی جاتی ہے اور ان کی فرمانبرداری دوام سے پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مولانا یحییٰ صاحبؒ فرماتے تھے کہ اگر سلاطین دنیا کو اہل اللہ کے قلب میں اطمینان کے خزانے کا پتہ لگ جائے تو وہ باقاعدہ اس خزانے کو لوٹنے کے لیے فوج کشی کریں۔ مگر وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس عمل سے بھی وہ چیز نہ حاصل ہوگی کہ فوج اور سپاہ اور اسلحہ کا دخل اس خزانۂ اطمینان میں نہ کبھی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب جہاد آزادی کے بعد یہاں سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں اقامت گزیں ہوئے تو انگریزوں نے شریف مکہ سے ریشہ دوانیاں شروع کیں کہ حضرت کو حرم شریف سے اخراج کر دیا جائے، تب حاجی صاحب کو اس کی خبر ہوئی تو آپ کو جلال آ گیا۔ کہ دیکھیں یہ کیسے میرا اخراج کرتا ہے، شریف مکہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ ڈر گیا پھر انگریزوں کے بہکانے میں نہیں آیا۔ اسی پر حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ مجھے یہ شعر اللہ تعالیٰ نے القا کیا ہے ؎

حرم سے کرتا ہے کس شیخ کو شیخ حرم خارج
جہاں میں بیٹھ جاؤں جلوہ گاہ ناز بن جائے

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ طمانیت قلب کے حصول کا ذریعہ اصل تو اہل طمانیت کا قرب و صحبت ہے۔ ان کی صحبت طویلہ سے اہل محبت اور اہل عقیدت کو طمانیت قلب کی دولت حاصل ہو جاتی ہے۔

اب اس طمانیت قلب میں ترقی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری سے اور ان کی نافرمانی سے بچنے سے۔ اہل اللہ کی صحبت سے جب اطمینان کا تخم قلب میں پڑ جائے تو اس کو ہفت اقلیم کی دولت سے بیش قیمت پونجی یقین کرنا چاہیے۔ اس یقین اور اطمینان کی پونجی کا بدلہ دنیا و مافیہا میں کچھ نہیں۔ اہل طمانیت شادی و غم میں یکساں رہتا ہے، کیوں کہ طمانیت قلب میں جاگزیں ہوتی ہے نہ وہ غم سے ازجا بُردہ ہونے دیتی ہے نہ شادی سے۔ اہل طمانیت کو خوشی ہے تو حضرت حق کی خوشی سے اور فکر ہے تو انہیں کی ناخوشی کی وہ ہر آن اپنے مولا کی خوشی اور ناخوشی کو دیکھتے رہتے ہیں ان کو شیون خداوندی ہی کے تاکنے سے فرصت نہیں کہ اور طرف نگاہ کرے۔ کیونکہ ذرا ان کی نگاہ سے غافل ہوئے گئے، مگر بفضلہ تعالیٰ ان اہل نسبت کے لیے ایسا ہونا مشکل ہے کیونکہ نسبت خداوندی خود ان کو سنبھالے رہتی ہے، وہ اللہ کی مرضیات پر نگاہ رکھتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کی مراد کو برلاتا رہتا ہے اور یہی مقام رضا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اثنول دعا ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا۔ "اے اللہ! تو ہم کو اپنے سے راضی رکھ اور تو ہم سے راضی ہو جا۔"

اور یہی تصوف کا آخری مقام ہے۔ صحابہؓ کی صفت قرآن پاک میں یہی آئی ہے:۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ۔ "اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے۔"

مقام رضا پر پہونچنا قسمت والے کا کام ہے۔ اور یہاں تک رسائی یوں مشکل ہے کہ نفس بیچ میں حائل ہو جاتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہم سے راضی ہیں ہی اور آدھی منزل طے ہے اور دوسری آدھی منزل یہ ہے کہ ہم ان سے راضی رہیں۔ کتنا آسان ہے یہ سفر اور کتنا مشکل بھی۔ آسان یہ ہے کہ بندہ اپنے کو ان کی مرضی پر مٹا دے اور مشکل یوں کہ نفس مٹنے نہیں دیتا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حق تعالیٰ سے حالت منام میں سوال کیا کہ اگر آپ سے ملنا چاہوں تو کیا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "دع نفسک وتعال" (اپنے نفس کو چھوڑ دو اور مجھ سے مل لو)

باقی صـ۲ پر

WEEKLY KHATME-NUBBUWAT KARACHI
Registered S. No. 3220

نعت شریف

طارق مرزا گوجرانوالہ

تضمین بر نعت حافظ لدھیانوی مطبوعہ ہفت روزہ ختم نبوت مورخہ ۱۱ جنوری ۸۵ء

(۱)
ظہورِ مصطفٰے مقصود تھا تعمیرِ عالم کا
انہی کا نام باعث بن گیا تنویرِ عالم کا
انہی کے فیض سے روشن ہے رخِ تصویرِ عالم کا
"رُخِ سرکار وہ آئینہ ہے تقدیرِ عالم کا
جہاں کا ذرہ ذرہ جس کے نورِ پاک سے چمکا"

(۲)
عروجِ بندۂ خاکی کی کیا تدبیر بنتی ہے
تصور میں حضورِ پاک کی تصویر بنتی ہے
مقدر کی سیاہی رشکِ صد تنویر بنتی ہے
"یہاں ہر فرد کی بگڑی ہوئی تقدیر بنتی ہے
دلِ محزوں میں رہتا ہی نہیں کوئی نشاں غم کا"

(۳)
جہاں میں سرورِ کونین کے تشریف لانے پر
حقیقت حق کی ظاہر ہو گئی سارے زمانے پر
ہوا اک حشر طاری کفر کے آئینہ خانے پر
"ملائک کی جبیں جھکتی ہے جس کے آستانے پر
بھلا سمجھے کوئی کیا مرتبہ ذاتِ مکرم کا"

(۴)
جہانِ آب و گل پر اک عجب ماحول طاری تھا
وجودِ آفرینش گرمئی ہستی سے عاری تھا
نہ ذوقِ خود نمائی تھا نہ شوقِ دل فگاری تھا
"ظہورِ رحمۃ اللعالمین مقصودِ باری تھا
وہی نورِ ازل باعث ہوا تخلیقِ آدم کا"

(۵)
بہ فیضِ رحمتِ حق دور اس دل کی خرابی ہو
ہماری خاکساری رشکِ اوجِ آفتابی ہو
مقدر کہکشانی ہو نصیبہ ماہتابی ہو
"نہ جانے کب درِ اقدس پہ حافظ باریابی ہو
خبر کس کو ہے اک پل کی بھروسہ کس کو اک دم کا"